رجسٹرڈ ایل نمبر ۲۰۶
رجسٹرڈ ایل نمبر ۲۰۶

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

اللہ نور السموات والارض مثل نورہ کمشکوۃ فیھا

مصباح

زنانہ اخبار

مہینے میں دو بار

قادیان دارالامان ضلع گورداسپور پنجاب سے شائع ہوتا ہے

ایڈیٹر

قاضی محمد ظہور الدین اکمل

چندہ

دو روپے آٹھ آنے

نمبر ۷	یکم اپریل ۱۹۲۹ء	۲۰ شوال ۱۳۴۷ھ	جلد ۳

KHILAFAT LIBRARY

نظم

سردار محمد ایوب خانصاحب لفٹنٹ کے عزیز بھائی کی دختر نیک اختر نے مجلس میلاد زنانہ مسلم میونسپلٹی سکول کی استانی کی حیثیت سے یہ نظم پڑھی

سکھاؤ علم بچوں کو ہنر ہووے تو میں جانوں
یہی زینہ ہے اے بہنو فقط بام مقاصد کا
اگر منظور ہے تم کو کہ ہو اولاد با عزت
نہ پھل پاؤ گے اچھا گر ہوئی اولاد بد سیرت
یہ وہ پودے ہیں جن کو چاہیئے تہذیب کا پانی
اوائل عمر میں بچوں کو باتیں نیک سمجھاؤ
نہ بیجا ناز بچوں کے اٹھاؤ اے مری بہنو!
قلم کا قول سچا ہے کہ میں ہوں بیخ دولت کی
اڑا کر منزل مقصود پر پہنچاؤں بندہ کو
توجہ کیجئے تعلی[illegible] سے بچوں پر

بری صحبت کا پھر ان میں اثر ہووے تو میں جانوں
چڑھا دو بید دھڑک اس پر خطر ہووے تو میں جانوں
پڑھاؤ علم۔ آوارہ اگر ہووے تو میں جانوں
کہ چوب بید سے پیدا ثمر ہووے تو میں جانوں
بلا سینچے ہوئے تازہ شجر ہووے تو میں جانوں
وگرنہ پھر نصیحت کارگر ہووے تو میں جانوں
تمہارے پیار کا اچھا ثمر ہووے تو میں جانوں
مرا مونس کوئی بے مال و زر ہووے تو میں جانوں
جہاں میں کوئی بھی مجھ سا ہنر ہووے تو میں جانوں
شب غم کی وگرنہ پھر سحر ہووے تو میں جانوں

خدارا لڑکیوں لڑکوں کو اسکولوں میں بھیجو تم	نہ پھر نخل تمنّا بار ور ہوئے تو میں جانوں
بھی دن میں پڑھالو جی کڑا ابر کے بچوں کو	یہی اولاد بہنو! عمر بھر ہوئے تو میں جانوں
کرو تعلیم کی کوشش کھانا پاپ کا مانو	تمہاری رائیگاں محنت اگر ہوئے تو میں جانوں

مصباح کو پچاس روپے کا عطیہ

مکرمی ایڈیٹر صاحب السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

میں آپکو نہایت ہی خوشی و مسرت کے ساتھ خوشخبری دیتی ہوں کہ بیگم صاحبہ سیٹھ عبداللہ الٰہ دین صاحب سکندرآباد پریزیڈنٹ لجنہ اماء اللہ حیدرآباد نے اپنی صاحبزادی فاطمہ بیگم سلمہا کی شادی کی تقریب پر مبلغ پچاس روپے کلدار مصباح فنڈ کے لئے دیا ہے۔

نیازمند

سلیمہ بیگم بنت سیٹھ محمد غوث صاحب

اسسٹنٹ سکرٹری لجنہ اماء اللہ

شکریہ:۔ پچاس روپے وصول ہو گئے۔ ہم جناب سیٹھ صاحب اور ان کی اہلیہ مکرمہ کو اس خوشی کی تقریب پر مبارکباد کہتے ہیں اللہ تعالیٰ اس تزویج کو بہت سی برکات کا موجب بنائے دس غیر مستطیع احمدی خواتین کو نصف قیمت پر مصباح دیا جائیگا۔ اور دس غیر احمدی خواتین کے نام نصف قیمت کے وصول ہوجانے پر مصباح جاری کر دیا جائیگا۔

(مینیجر مصباح)

مصباح کی اشاعت بڑھاؤ

حضرت خلیفۃ المسیح نے ایک خطبہ جمعہ میں جماعت کو تاکید کی کہ اخبارات سلسلہ احمدیہ کی اشاعت کو پوری توجہ سے بڑھایا جائے پس بہنیں اپنے اخبار کی اشاعت کے لئے کوشش کریں یہ اخبار ۔۔ ۵ بقایا داروں کو وی پی کیا ہے۔ اسے وصول کرلیں خریداری کم نہ ہونے دیں۔ (مینیجر)

دعا کی جائے

(۱) مصباحی بہنوں سے التماس ہے کہ سب مصباحی بہنیں دردِ دل سے عاجزہ کے لئے دعا فرمائیں کہ خدا تعالیٰ اپنے فضل سے مجھے قرآن شریف بامعنی پڑھنے کی توفیق عطا فرمائے آمین۔

(۲) عاجزہ کے والدین آجکل ڈالی مشکلات میں ہیں تمام مصباحی بہنیں میرے والدین کیلئے دردِ دل سے دعا کریں کہ خدا تعالیٰ اپنے فضل سے انکو ان مشکلات سے نجات دے آمین نیز اس امر کے متعلق بھی دعا کریں کہ آجکل وہ پیغامی ہیں مولا کریم اپنے فضل سے انکو حضرت خلیفۃ المسیح ثانی کا سچا خادم بنادے آمین۔ خاکسارہ زینب اہلیہ بابو عبدالحی صاحب۔

مشرقی افریقہ یوگنڈا۔ جینجا

۲۔ عاجزہ کی صحت بہت دنوں سے خراب ہے۔ معزز مصباحی بہنوں سے التجا ہے کہ عاجزہ کی روحانی جسمانی صحت کیلئے دردِ دل سے دعا فرمائیں۔ دعا کی طالب

محترمہ خاتون سونگڑہ

دارالامان

مجلس مشاورت کے اجلاس کے لئے ۲۹۔۳۰۔۳۱ مارچ مقرر ہے ہر علاقے کے احمدی

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

مصباح

قادیان دارالامان یکم اپریل ۱۹۲۹ء

KHILAFAT LIBRARY

حفظانِ صحت

مرض ہڑکاؤ

تعریف یہ ایک خطرناک مرض ہے جو عموماً دیوانے کُتّے کے کاٹنے سے ہوتی ہے۔ دیوانہ کُتّا اگر دانتوں سے گہرا زخم کردے۔ تو ہلاکت یقینی ہوتی ہے اس مرض کا زمانۂ اخفا بہت لمبا ہوتا ہے اور یہ ایسی مرض ہے کہ اس کا خود بخود علاج ناممکن ہے ٭

متأثر حیوان تمام چوپاؤں بلکہ پرندوں کو بھی ہڑکاؤ ہوسکتا ہے۔ مگر کُتّوں میں سب سے زیادہ ہڑکاؤ کا مرض ہوتا ہے۔ بھیڑئے۔ گیدڑ میں بھی ہوتا ہے مگر بھیڑ۔ بکری۔ گائے گھوڑے میں قدرے کم۔ مہذّب دنیا میں کُتّا ہی مرض پھیلانے کا ذریعہ ہے یہ مرض قریباً تمام دنیا میں پایا جاتا ہے سویڈن۔ ناروے میں بالکل نہیں ہوتا۔ کیونکہ انہوں نے کُتّوں کو مارنا شروع کردیا ہُوا ہے۔ بعض لوگوں کا خیال ہے کہ یہ مرض کُتّوں میں عموماً موسم گرما میں ظہور پذیر ہوتی ہے مگر اصل میں سردی کے موسم میں زیادہ ظاہر ہوتی ہے ٭

زمانۂ اخفا خوش قسمتی سے اس مرض کا زمانہ اخفا لمبا ہوتا ہے۔ علامات عموماً چالیس دن کے بعد نمودار ہوتی ہیں۔ بچّوں میں مرض جلدی ظاہر ہوتا ہے۔ اگر دیوانہ کُتّا چہرہ پر کاٹے۔ تو زمانہ اخفا کم ہوتا ہے۔ کیونکہ بوجہ دماغ کے قریب ہونے کے دانتوں کے زہر کے ذریعے زہر جلد اندر پہنچ جاتا ہے۔ جس کی وجہ سے علامات نمودار ہوکر اس مرض کا جلد دورہ ہوجاتا ہے ٭

مرض کا زہر اس مرض کا زہر باؤلے کُتّے کی تھوک میں ہوتا ہے جب دانتوں سے کاٹتا ہے تو زخم میں تھوک کے ذریعے زہر چلا جاتا ہے اور اعصاب کے ذریعے دماغ میں پہنچتا ہے پھر فالج ہوکر انسان ہلاک ہوجاتا ہے۔ بھیڑئے کا زخم سب سے زیادہ خطرناک ہے اگر کسی انسان کو ہلک ہوگیا ہو۔ اور وہ کسی تندرست شخص کو کاٹے تو ممکن ہے مرض ہوجائے مگر ایسے کیس کم دیکھے گئے ہیں۔ باؤلا کُتّا اگر ننگے حصّے پر کاٹ دے تو زیادہ خطرہ ہے اگر کپڑے پہنے ہوئے ہوں تو ایسا خطرہ نہیں ہوتا۔ کیونکہ ہوسکتا ہے کہ کپڑوں پر کاٹنے سے زخم نہ ہو یا بوجہ کپڑوں کے تھوک بھی اندر نہ پہنچ سکے۔ اگر کسی شخص کے جسم پر کوئی زخم ہو۔ تو صرف کُتّے کے چاٹنے سے ہی مرض ہڑکاؤ ہوسکتا ہے۔ اس لئے ہم کو سبق حاصل کرنا چاہئیے کہ جس کسی جگہ ایسے باؤلے کُتّے کا شک پیدا ہوجائے۔ تو عموماً بچّوں کو کپڑے پہنائے رکھنے چاہئیے اور باہر کی آمد و رفت بھی کم ہونی چاہئیے ٭

KHILAFAT LIBRARY

حفظِ ماتقدم کیلئے

(۱) فوراً تیز قلمی شورے کا تیز آب نائٹرک ایسڈ ڈال کر زخم کو جلا دو اگر اس دوائی کو زخم پر روئی کے ساتھ لگایا جائے تو روئی جل جاتی ہے۔ اس لئے شیشے کی موٹی سلائی سے یہ دوائی لگائی جائے تو درست ہے اگر چوبیس گھنٹے کے اندر یہ دوائی استعمال ہو جائے تو ۹۵ فی صدی کامیابی ہو سکتی ہے۔ مگر اسکے لگانے میں جتنی دیر لگائی جائیگی اتنی کامیابی کم ہو گی ؛

(۲) پیسچیر صاحب کا علاج۔ ۶ دسمبر ۱۸۸۳ء میں پیسچیر صاحب نے شروع کیا۔ ایسا علاج کسولی میں بھی کیا جاتا ہے کہ خرگوش کے جسم میں باؤلے کتے کا زہر داخل کر کے اندر تریاق پیدا کر لیتے ہیں۔ یہ تریاق حرام مغز —— میں جمع ہو جاتا ہے پھر خرگوش مار کر حرام مغز نکال لیتے ہیں بعد میں حرام مغز کو تھوڑا تھوڑا کاٹ کر پیس لیتے ہیں۔ پھر مریض کے جسم میں ٹیکہ کے ذریعے داخل کرتے رہتے ہیں ٹیکہ روزانہ کیا جاتا ہے معمولی زخم کے لئے ۱۵ ٹیکے کافی ہوتے ہیں اگر باؤلہ کتا چہرہ پر کاٹ دے۔ تو پھر پچیس ۲۵ ٹیکے لگانے پڑتے ہیں گرم ملک میں اس ٹیکہ کی لاگ نہیں رہ سکتی مگر کسولی ٹھنڈی جگہ ہے اس لئے وہاں سردی کی وجہ سے جلد خراب ہونیکا اندیشہ نہیں۔ کسولی بعض غریب لوگ نہیں جا سکتے۔ لیکن اب یہی علاج گھر بیٹھے ہو جاتا ہے کہ حرام مغز کے ٹکڑے گلیسرین میں ڈالکر تھرماس بوٹل (جس میں چیز ٹھنڈی اور گرم رہ سکتی ہے) میں بند کر کے جس جگہ ضرورت ہو بھیجی جاتی ہے ؛

احتیاط کیلئے

علاج کے دوران میں مریض معمولی کام کاج کر سکتا ہے۔ مگر تکان اور سردی اور چوٹ لگ جانے سے بچنا چاہیئے اگر شراب کی عادت ہو تو اسکو بھی چھوڑ دینا چاہیئے۔ سردی لگ جانے سے جلد علامات ظاہر ہو جاتی ہیں یہی وجہ ہے کہ مریض پانی سے ڈرتا ہے یہ علاج بہت کامیاب ہے اکثر موتیں کم ہوتی ہیں۔ علاج کے دوران میں بعض کے پٹھے سُن ہو جاتے ہیں اس کی وجہ مرض کا زہر نہیں ہوتا بلکہ ایک غیر جنس کے عصبی اجزا کا خون میں جانا ہے جس کا ثبوت یہ ہے کہ اگر تندرست خرگوش یا بکرے کا حرام مغز ٹیکہ کے ذریعے انسان کے جسم میں داخل کیا جائے تو بعض دفعہ فالج ہو جاتا ہے۔ شریعت کا جو حکم ہے کہ حلال جانوروں کا مغز کھانا جائز ہے اور حرام مغز منع ہے۔ اس مسئلہ کی حکمت اس علاج سے ظاہر ہو جاتی ہے ؛

قوتِ مدافعت

ٹیکہ لگانے کے دو ۲ ہفتہ بعد دوائی کا اثر ہوتا ہے۔ ایک سال تک اس ٹیکہ کا تریاق جسم کے اندر رہتا ہے ٹیکہ کی حفاظت عارضی ہوتی ہے اگر دوبارہ دیوانہ کتا کاٹے تو پھر علاج کے لئے کسولی جانا چاہیئے اگر باوجود ٹیکہ لگانے کے ہڑکاؤ کی علامات ظاہر ہو جائیں تو پھر سو فیصدی موت یقینی ہے اور دنیا بھر کی کوئی دوائی کارگر نہیں ہو سکتی۔ مگر خدا کے پیاروں کی دعا سے شفا ہو سکتی ہے۔ جیسا کہ عبدالکریم صاحب طالب علم کو باوجود کسولی جانے کے صحت نہ ہو سکی۔ یہاں تک کہ ڈاکٹروں نے بھی کہدیا۔ کہ یہ لڑکا اب بچ نہیں سکتا۔ لیکن اللہ تعالٰے

نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی دعا سے معجزانہ شفا بخشی ؎

کسولی کب جانا چاہیئے

اس سوال کا جواب مشکل ہے۔ ٹیکہ میں تکلیف اور خطرہ بھی ہوتا ہے (۱) کتا اگر یقیناً باؤلا ہو۔ تو فوراً علاج کیلئے کسولی جانا چاہیئے (۲) کتے میں مرض ہڑکاؤ کی علامات ہوں۔ مگر معاملہ مشتبہ ہو۔ تو بھی جانا چاہیئے (۳) کتا اگر باؤلا ہو۔ تو دس دن تک کتے کو باندھ رکھنا چاہیئے۔ علامات ظاہر نہ ہوں تو پھر آدمی کو بھی کسولی جانے کی ضرورت نہیں۔ (۴) باؤلا کتا اگر کاٹ کر بھاگ جائے جیسا کہ بچوں میں ہوتا ہے۔ تو بھی جانا چاہیئے (۵) باؤلا کتا بجائے کاٹنے کے جسم کے کسی حصہ کو چاٹ لے اور اس جگہ زخم نہ ہو۔ تو ایسا خطرہ نہیں۔ زخم ہو تو اندیشہ ہے ؎

کتوں میں مرض کی روک تھام

تمام آوارہ کتوں کو مار دینا چاہیئے یہ سب دجال کا فتنہ ہے۔ اسلئے مرض ہڑکاؤ کا بہت عروج ہے۔ قانوناً آوارہ کتے گولی سے مار دیئے جائیں۔ تو یہ مرض بہت جلد دور ہو سکتا ہے۔ جنگ سے قبل یہ عمل ولایت میں جاری تھا۔ اس لئے یہ مرض ختم ہو گیا۔ لیکن پھر جنگ کے دوران میں یہ مرض ظاہر ہوئی جسکی یہ وجہ تھی کہ لوگ ہوائی جہازوں میں کتے ساتھ لے جاتے تھے ؎

کتے میں مرض ہڑکاؤ کی علامات

باؤلا کتا بے تحاشا دوڑتا۔ بھاگتا اور کاٹتا پھرتا ہے۔ بے چین۔ اور خوفناک صورت بناتا ہے عام خیال ہے کہ پانی سے ڈرتا ہے درحقیقت وہ نہیں ڈرتا۔ جوش کی وجہ سے پچیس میل تک بھاگ سکتا ہے جوش کے بعد اس میں ضعف کی حالت طاری ہو جاتی ہے پٹھے سُن ہو کر فالج ہو جاتا ہے۔ یہ حالت ٹانگوں سے شروع ہو کر سینے کی طرف جاتی ہے۔ پھر چھ سات دن تک مر جاتا ہے ؎

بلا وجہ کتوں کو گھروں میں نہیں رکھنا چاہیئے۔ حدیث میں آتا ہے کہ کتا برتن چاٹے۔ تو مٹی سے صاف کرنا چاہیئے شریعت کے اس مسئلہ کی ایک بہت بڑی حکمت ہے چنانچہ جرمنی کے ڈاکٹر کاخ نے تحقیقات کی ہے کہ مٹی میں نوشادر ہوتا ہے۔ جو کتے کے زہر کو کاٹتا اور صاف کر دیتا ہے۔ سبحان اللہ شریعت کا چھوٹے سے چھوٹا حکم بھی حکمت سے خالی نہیں ؎

خاکسارہ مریم بیگم۔ کاکامری۔ مشرقی افریقہ

ایڈیٹر۔ ایسے قیمتی اور مفید معلومات بہم پہنچانے کے لئے تمام مصباحی بہنیں۔ محترمہ مریم بیگم صاحبہ اور انکے قابل شوہر ڈاکٹر چوہدری محمد شاہنواز صاحب ایم۔ بی۔ بی۔ ایس کی مشکور رہوں ؎

KHILAFAT LIBRARY

حل معمہ

یکم مارچ کے مصباح میں ایک معمہ درج ہے کہ وہ کونسا پرندہ ہے کہ جسکے سر پر پیر ہیں۔

بجواب عرض ہے کہ دنیا میں کوئی ایسا پرندہ نہیں ہے کہ جسکے سر پر پیر نہ ہوں۔

خاکسار جمیلہ خاتون احمدی از پوروہ ضلع اٹاوہ

KHILAFAT LIBRARY

نوروز

(یہ مضمون دس دن لیٹ شائع ہوتا ہے - مگر معلومات کے لحاظ سے اُمید ہے اس کی دلچسپی کم نہیں ہوگی ۔ (ایڈیٹر)

آج میں کچھ نوروز کے متعلق لکھنا چاہتی ہوں ۔ اس جگہ میں صرف اس نوروز کا ذکر کرونگی جو عام طور پر ایران میں منائی جاتی ہے - اور جس روز وہاں سرکاری طور پر تعطیل ہوتی ہے - اور جو اکبر اعظم کے عہد میں ہندوستان میں بھی منائی جاتی تھی ۔

اس دن کے متعلق حضرت شیخ سعدی شیرازی فرماتے ہیں ۔ "درختان را بخلعت نوروزی قبائے استبرق در بر گرفتہ و اطفال شاخ را بقدوم موسم ربیع کلاہ شگوفہ برسر نہادہ "۔

نوروز ہر شمسی سال کے پہلے دن یعنی یکم حمل مطابق ۲۱ یا ۲۲ مارچ کو منائی جاتی ہے ۔

قدیم عالمان ہیئت نے بارہ مہینوں کے نام وہی رکھے ہیں جو انکی تحقیقات کے مطابق بارہ بُرجوں کے نام تھے - (اگرچہ بعد کی تحقیقات سے اور بُرج بھی دریافت ہوئے) اور ہر بُرج میں جتنے دن سورج اپنا قیام رکھتا ہے اُتنے ہی دن اس مہینہ کے انہوں نے قرار دیئے - ذیل میں ایرانی مہینوں کے نام لکھے جاتے ہیں جس سے معلوم ہوتا ہے آفتاب جہانتاب اس دن بُرج حوت سے نکل کر برج حمل میں قدم رکھتا ہے -

۱	حمل	۳۰ دن		۷	میزان	۳۰ دن	
۲	ثور	۳۱	"	۸	عقرب	۳۰	"
۳	جوزا	۳۱	"	۹	قوس	۳۰	"
۴	سرطان	۳۲	"	۱۰	جدی	۲۹	"
۵	اسد	۳۱	"	۱۱	دلو	۳۰	"
۶	سنبلہ	۳۱		۱۲	حوت	۳۰	"

نوروز سے پہلے عام طور پر لوگوں کو تبدیلی موسم کی وجہ سے زکام و بخار وغیرہ کی شکایت ہوجاتی ہے کیونکہ موسم زمستان کی رُخصتی اور موسم تابستان کی آمد کے ایام ہوتے ہیں - مگر سورج بُرج حوت سے بُرج حمل میں قدم رکھتے ہی دنیا کو رونق بے پایاں بخشتا ہے - اور موسم خزاں کے ستم رسیدوں کو خلعت ہائے نوروزی و قبا ہائے سبز و فیروزی پہناتا ہے اور زمین کو سبزی اور سبزی کو رنگارنگ کے بوقلموں پھولوں اور اقسام ہائے گوناگون کے گلوں سے آراستہ کرتا ہے

نوروز کے دن ایران میں کیا امیر کیا غریب کیا بادشاہ کیا فقیر سب جشن انبساط اور جلسہ مسرت منعقد کرتے ہیں ۔

یہ عید وہاں مذہبی عیدوں سے زیادہ وقعت رکھتی ہے اور قومی کہی جا سکتی ہے - کیونکہ مسلمان پارسی وغیرہ سب یکساں خوشی و مسرت کا اظہار کرتے ہیں ۔

اس دن ایرانی اپنے مکانوں کو خوب سجاتے اور طرح طرح کی چیزوں سے آراستہ کرتے اور عمدہ عمدہ قسم کے کھانے پکاتے ہیں اور امیروں و باثروت

لوگوں کے گھروں میں مکلّف دستر خوان پر رنگا رنگ کے کھانے چُنے جاتے ہیں۔ اسے ایرانی ہفت چینی کہتے ہیں۔ کیونکہ اس دن انکے دستر خوان پر ۷ - ۸ قسم کے کھانے اور سات قسم کی سبزیاں چُنی جاتی ہیں ؛

مہمانوں کی تواضع مٹھائیوں و قہوہ اور فواکہات اور شربت و حقّہ وغیرہ سے کی جاتی ہے ؛

اور بعض لڑکیاں اور امیر لوگ سچے موتی گلاب میں گھس کر پیتے یا پیس کر شکر میں ملا کے پھانکتی ہیں۔ اور رنگ برنگ کے قیمتی لباس پہنتے اور دوستوں سے ملتے اور انکو مبارکباد دیتے جاتے ہیں۔ اور ایک دوسرے کو عید شما مبارک ،، یا ایامکم سعید کہتے ہیں ؛

اخیر میں نامناسب نہ ہوگا اگر اس عید کے موجد کا بھی تھوڑا سا تذکرہ کردیا جائے۔

اس عید یعنی نوروز کا بانی جمشید شاہ ایران ہے جس کا نام تاریخ میں بہت مشہور ہے۔ اس بادشاہ نے شمسی سال کو رواج دیا تھا۔ اس نے ایک عظیم الشان شہر "بخت جمشید" کے نام سے آباد کیا اور اپنے خاص شاہی محل میں جشن نوروز منایا اور ایجاد کیا اور رعایا کو بخشش و انعام و اکرام سے مالا مال کر کے شاداں و فرحاں کر دیا اور حکم دیا کہ آئندہ ہر سال رعایا اسی دن عید نوروز منایا کرے چنانچہ آجتک یہ رسم اسی شان و شوکت کے ساتھ تمام ایران میں منائی جاتی ہے جس شان کے ساتھ یہ ایجاد کی گئی تھی۔ جمشید نے شروع میں تو اچھی طرح حکومت کی اور سلطنت بڑی خوبی سے کرتا رہا مگر آخر میں خدائی کا دعویٰ کر دیا۔ جس سے رعایا ناراض ہوگئی اور اسی موقعہ سے فائدہ اُٹھا کر ضحاک نے جو ایک شیطان صفت انسان تھا سلطنت پر قبضہ کر لیا اور جمشید کو قتل کر دیا ؛

بہر کیف یہ عید ایک بڑے بادشاہ کی یادگار ہے ؛

راقمہ لطیفہ بیگم۔ از الہ آباد

دستکاری کے نمونے

KHILAFAT LIBRARY

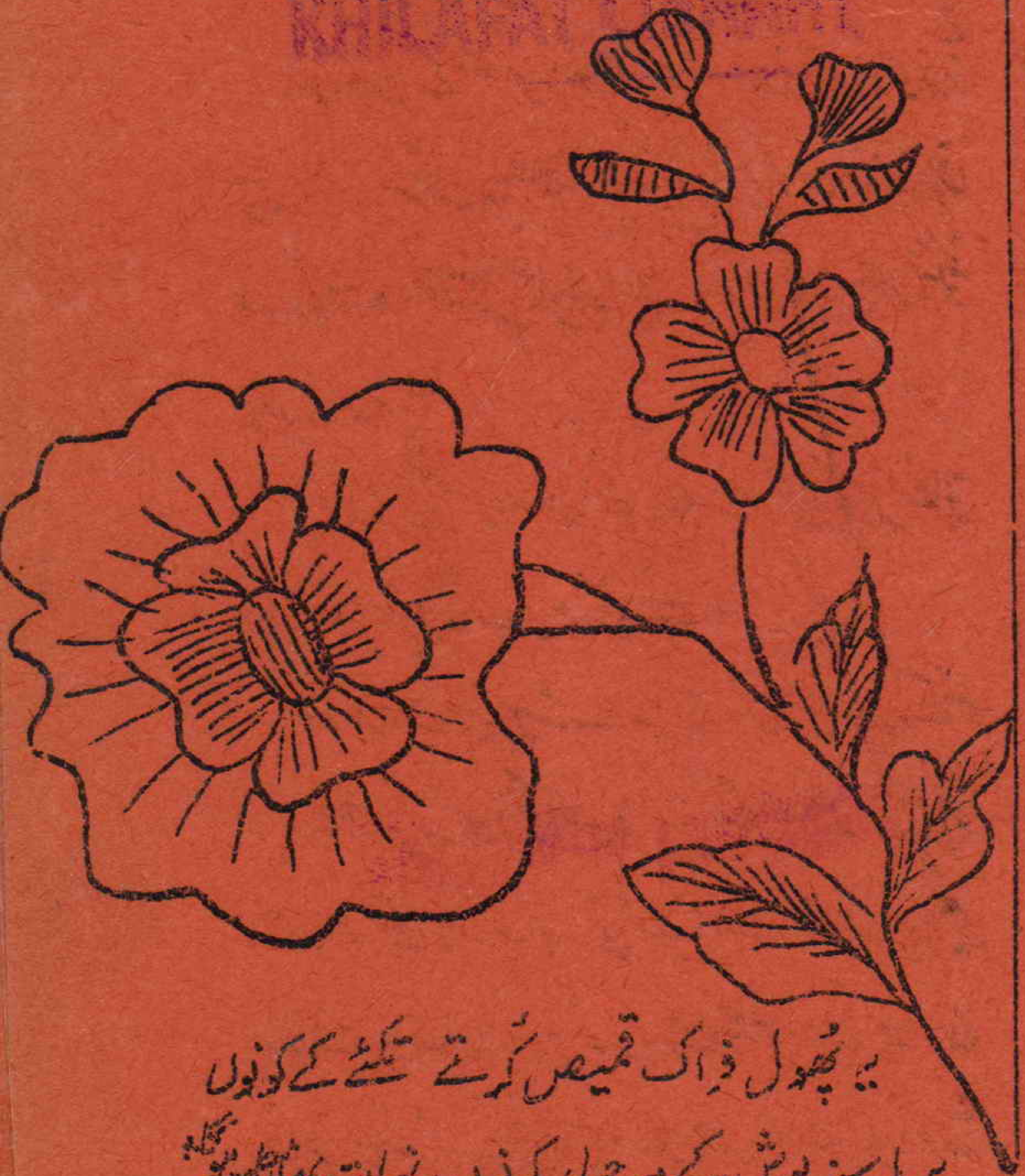

یہ پھول فراک قمیص کرتے تکئے کے کونوں پر یا سبز پوش کے ہر چہار کونوں پر نہایت بھلا معلوم ہوگا۔ اسکی پتیوں کو سبز ریشم سے اور ڈالی گہرے سبز سے اور پھول کلی کو گلابی کاسنی آسمانی سُرخ رنگ میں سے جو پسند ہو اسی رنگ سے بنائیں ؛

راقمہ لطیفہ بیگم

نمبر۲

KHILAFAT LIBRARY

یہ بیل دوپٹہ
کے کناروں
اور کرتے کے
دامنوں اور
مونڈھوں پر
حسب پسند
ریشم سے
بنائیں۔
یہ خیال
رکھیں۔ کہ
بیل ہلکی سبز رنگ
اور پتیاں
سبز ریشم
سے بنائیں
پھول حسب
پسند ریشم
سے ؛

راقمہ۔ لئیقہ بیگم

انقلاب کابل کے ابتدائی حالات

آج افغانستان جس انقلاب سے دوچار ہو رہا ہے کسی سے مخفی نہیں اور اسکے حالات معلوم کرنیکا ہر کوئی متمنی ہے آج ہر زبان پر اس کا چرچا ہے ہر فرد اپنی حسب استطاعت دلچسپی لے رہا ہے اور یہ دلچسپی اخبار بین دنیا تک ہی محدود نہیں ہے۔

یہاں مانڈلے میں خاص کابل کے دو تین شخص ایسے ہیں جنکی ڈاکٹر صاحب سے گہری دوستی ہے۔ یہ لوگ کابل کی اشیاء پارچات وغیرہ لاکر یہاں فروخت کرتے ہیں انکے تمام لواحقین کابل میں سکونت پذیر ہیں۔ انقلاب کابل کے متعلق انکے لواحقین کی طرف سے پرسوں ہی ایک چٹھی آئی ہے جو لاکر انہوں نے ڈاکٹر صاحب کو سنائی اور جس کا خلاصہ بہنوں تک پہنچاتی ہوں۔ کیونکہ یہ خبروں یا اخباروں کے واسطے سے چٹھی نہ تھی۔ بلکہ اپنے وطن کے اصل حالات سے انہوں نے اپنے رشتہ داروں کو اطلاع دی ہے اس لئے یہ واقعات غلط بیانیوں سے پاک ہونگے اور ساتھ ہی خالی از دلچسپی بھی نہ ہونگے چنانچہ اس چٹھی کا خلاصہ یہ ہے کہ :۔

"امیر صاحب جب سیاحت یورپ سے واپس آئے تو انہوں نے ایک اجلاس منعقد کیا اور اس میں ایک بہت لمبی چوڑی تقریر کی جس میں یورپ کی بڑھتی ہوئی ترقی کی طرف سامعین کی توجہ منعطف کرائی اسکے بعد حاضرین سے درخواست کی کہ میں ایک بہت ضروری

اور مفید بات کہنا چاہتا ہوں تم لوگ اپنے میں سے دو نمائندے منتخب کر کے پیش کرو کہ وہ بات جو میں کہنا چاہتا ہوں اُن پر واضح کر دوں پھر انکی مرضی کہ وہ اسے قبول کریں یا رد کر دیں۔ چنانچہ رعیت کی طرف سے دو آدمی منتخب ہو کر پیش ہوئے تو امیر صاحب نے انکو اچھی طرح نشیب و فراز سمجھایا کہ دیکھو یورپ والے کسقدر دولتمند ہیں اور دولتمندی کی وجہ یہ بیان کی کہ انکی مستورات چار دیواری میں بیٹھ کر نہیں رہتیں بلکہ مردوں کے دوش بدوش کام کرتی ہیں یہی وجہ ہے کہ ان کے گھر میں دولت کی ریل پیل ہے کیونکہ جہاں مرد اگر دو سو روپیہ ماہوار کماتا ہے تو اسکی عورت بھی تقریباً اُتنا ہی کماتی ہے اور اس طرح گھر میں چار سو ماہوار آمد ہو جاتی ہے۔ مگر ہماری عورتیں ہیں کہ گھروں میں خرچ کرنا اور اُڑانا ہی انکا کام ہے جس کا نتیجہ مفلسی ہو رہا ہے"۔

القصہ جب امیر صاحب تقریر ختم کر چکے تو نمائندوں نے آزادیٔ رائے کی اجازت لیکر عرض کیا کہ "اگر آپ ہماری ترقیوں اور بہبودیوں کے لئے ہماری مستورات کو بھی شریک کار بنانا چاہتے ہیں تو نہایت مبارک امر ہے لیکن ہماری مستورات کے لئے با پردگی میں کوئی لائحۂ عمل تیار کیجئے ہم ہر طرح امداد دینگے۔ لیکن اگر ہماری مستورات کی پردہ دری سے ہمیں دولت و ترقی حاصل ہو تو وہ ہمیں نہیں چاہیئے اگرچہ پہاڑ ہمارے سونے کے کیوں نہ ہو جائیں ایسی دولت و ترقی کی ہمیں مطلق ضرورت نہیں"۔

اسکے بعد لوگ برافروختہ ہو کر درہم برہم ہو گئے اور عام انتشار و بے چینی کے اظہار ہونے لگے ؛

دربار "امیر" میں یہ کارروائی ہوئی تو ملکہ ثریا نے محل کے اندر اُمراء و وزراء اور دیگر خواتین کو جمع کیا اور یہی بات انکے سامنے پیش کی۔ اور انکے سامنے بہت کچھ ترقی کے سبز باغ دکھائے پھر تحریک و تحریص دلائی کہ وہ بھی بُرقعہ کو خیرباد کہکر اپنے مردوں کے دوش بدوش نکلیں اور یورپی وضع کو اختیار کریں یہ سب کچھ کہ چکنے کے بعد ملکہ ثریا اور انکی بہن نے وزراء کی بی بیوں کے لانبے لانبے بال اپنے ہاتھ سے قطع کیئے اور تراش کر موجود انگریزی فیشن کے بنا دیئے۔ پھر چند ایک ڈریس جو وہ یورپ سے ہمراہ لائی تھیں نکالے اور بال تراشی ہوئی بی بیوں کو پہنائے غازہ کا خوب خوب استعمال کیا اور اب یہ افغانی خاتون کی بجائے نازنینان فرنگ بن کر اپنے اپنے گھروں کو لوٹیں ؛

مرد امیر صاحب کی تقریر اور تحریک سے برہم و مشتعل ہو کر گھروں میں آئے تو طرفہ ماجرا نظر آیا انکی بی بیاں تقریباً نصف برہنہ لباس زیب تن کیئے بیٹھی ہیں۔ جس حصۂ بدن پر لباس ہے بھی تو وہ نہ ہونیکا مترادف کیونکہ اسکے اندر سے جسم صاف جھلک رہا ہے کمر تک لہرانے والے بال کانوں کی لو سے آگے نہیں۔ اس حُسنِ جدید نے ان قدامت پسندوں کو تھوڑا بھی تو نہ لبھایا وہ اس جلوہ گری سے تیز ہو گئے جب ان کی بہو بیٹیوں نے بتلایا کہ اس قطع برید میں ملکہ ثریا کا ہاتھ ہے تو انکے غضب کی انتہا نہ رہی۔ انہوں نے کہا کہ اندھیر ہوا اگر کوئی عورت ناموس کو بٹہ لگاتی ہے تو اسوقت ہم اسکی سزا میں چوٹی کاٹ دیتے ہیں یہ ملکہ ثریا نے

KHILAFAT LIBRARY

کیا کیا ہماری عورتوں کے بالوں پر قینچی نہیں چلائی بلکہ ہماری عزّت و ناموس کی جڑ کاٹ دی غرض اسی غم و غُصّہ میں انہوں نے ہنگامہ برپا کر دیا مگر امیر صاحب نے پروا نہ کرتے ہوئے نظامنامہ بنایا اور کہا کہ اسپر ضرور عمل کرنا ہوگا اور جس طرح میں کہوں اس سے باہر جو کوئی ہوگا وہ تعزیر کے نیچے آئیگا +

اب رعیت نے اپنے نامی پیر کی طرف رجوع کیا اور سب کیفیّت سُنائی۔ انکے پیر صاحب نے فتویٰ دیا کہ یہ افعال و احکام خلاف شریعت ہیں ان لوگوں نے یہ فتویٰ پاکر اپنے غُصّہ کا اور زیادہ اظہار کیا اور غیرت میں آکر کہ ملکہ نے ہماری مستورات کے بال کاٹ دیئے انہوں نے امیر صاحب سے مطالبہ کیا کہ ہم کو ایسی ملکہ نہیں چاہیئے جو ہماری ناموس پر بے تکلّف ہاتھ پھیرے پس اگر آپ ہمارے امیر بننا چاہیں تو ملکہ ثریا کو طلاق دے دیجیے۔ امیر صاحب نے بالکل توجہ نہ دی اور ان پیر صاحب کو جنہوں نے فتویٰ دیا تھا قید کر دیا اور تمام رعیت کو حاکمانہ تنبیہ کی کہ پیری مریدی کا سلسلہ ہرگز نہ رکھا جائے +

مگر اس فرمان کو فوراً قبولیّت کیونکر حاصل ہوتی جبکہ صدہا سال سے وہ لوگ پیری مریدی کا عقیدہ رکھتے تھے اور مُدّتوں سے اس لڑی میں منسلک چلے آتے تھے وہ بھلا کیسے یکبارگی اس تعمیل کے لئے آمادہ ہو جاتے۔ پس انہوں نے زبردست مخالفت کی لیکن جب انہوں نے دیکھا کہ امیر صاحب پر اسکا کچھ اثر نہیں ہُوا اور دوسری طرف ہمارے واجب التعظیم پیر صاحب کو قید کر دیا گیا تو اس فعل کو ہتک خیال کرتے ہوئے انکے جذبات مشتعل ہو گئے اور انہوں نے بغاوت کر دی +

"بچّہ سقّہ" جس نے آج تخت کابل پر دست بُرد کی ہے یہ بھی اُنہیں پیر صاحب کا مخلص عقیدتمند تھا۔ جب اس نے اپنے پیر کی یہ حقارت دیکھی تو جی میں انتقام کی ٹھانی اپنے ہمنواؤں اور ہم عقیدوں کو جمع کیا اور کابل پر لشکر کشی کی۔ ادھر سے امیر صاحب نے بھی اپنی فوج اسکے مقابلہ کے لئے بھیجی۔ مگر بدقسمتی سے وہ تمام فوج انہیں پیر صاحب کی حلقہ بگوش تھی اور اندر ہی اندر پیچ و تاب کھا رہی تھی جب انہیں "بچہ سقّہ" سے لڑنے کا حکم ملا انہوں نے موقع غنیمت جانا بظاہر امیر صاحب کی حمایت کو نکلے مگر موقع پر جاکر تمام سامان حرب و رسد "بچّہ سقّہ" کے حوالہ کرکے اسکو قوّت پُہنچائی۔ پھر اوّل کی فوج یہ کارروائی کرکے پیچھے ہٹ آئی دوسرا دستہ ظاہرا اس پر لعن طعن کرتا ہُوا آگے بڑھا اور کام وہی کیا جو سابقہ دستہ نے کیا تھا۔

ازاں بعد امیر صاحب کو معلوم ہُوا تو انہوں نے سوچا کہ اب حالات ناقابو ہو گئے ہیں کیونکہ فوج بھی باغی گروہ سے مل گئی ہے ایسی حالت میں مناسب یہی ہے کہ دست برداریٔ تخت کا اعلان کرکے قندھار کی راہ لیں۔ چنانچہ آپ نے ایسا ہی کیا۔ اور اب کابل میں طوائف الملوکی پھیلی ہوئی ہے اور نگاہیں منتظر انجام ہیں +

امۃ الحفیظ۔ بیگم از ماندلے
اپر برما

KHILAFAT LIBRARY

اصول صحت

میں اپنی معزز بہنوں کی خدمت میں صحت قائم رکھنے کے لئے جو اہم اور ضروری باتیں ہیں اسکے متعلق کچھ بیان کرتی ہوں اور امید رکھتی ہوں کہ ہماری بہنیں خاص توجہ فرماکر عمل کرینگی اور ان مفید باتوں سے فائدہ اٹھائینگی یہ تو آپ خوب جانتی ہونگی کہ بغیر صحت اور تندرستی کے انسان کسی طرح کی کامیابی حاصل نہیں کرسکتا یہی وجہ ہے کہ ہندوستان میں بعض پیچیدہ بیماریاں اور شدید امراض جو عموماً سننے میں آتے ہیں اسکی وجہ یہی ہے کہ انکو صحت کے قائم رکھنے کے جو قاعدے ہیں انکا علم نہیں ہے۔

اب میں اپنی بہنوں کو آگاہ کرتی ہوں کہ میری عزیز بہنو! قوانین صحت وہ قواعد ہیں جو کہ ان اسباب کا تجربہ اور مطالعہ کرنے سے معلوم ہوتے ہیں جس سے کہ ہم اپنی جسمانی صحت کو نہ صرف قائم رکھ سکتے ہیں بلکہ اسے عمدہ اور بہتر بنا سکتے ہیں۔ اصول صحت پر عمل کرنے سے انسان کی تندرستی قائم رہتی ہے اور وہ ہر ایک قسم کے امراض سے محفوظ رہتا ہے اور عمر طبعی کو پہنچ سکتا ہے۔ چنانچہ ہر ایک مذہب صفائی اعتدال اور پرہیزگاری کی تاکید کرتا ہے اور یہی اس صحت کا مدعا ہے۔ اگرچہ ہر شخص کی یہی خواہش ہوتی ہے کہ وہ ہمیشہ تندرست اور سلامت رہے مگر اس علم کے نہ جاننے سے یعنی مفید یا مضر صحت اسباب کی لاعلمی سے اسکی یہ خواہش پوری نہیں ہوتی پس اس مدعا کے حصول کے لئے اس علم کا جاننا اور اس پر عمل کرنا نہایت ضروری اور لازمی ہے کیونکہ کسی علم کو پڑھکر اگر اس پر عمل نہ کیا جائے تو یہ ایک بالکل فضول بات ہے بقول سعدی رحمۃ اللہ علیہ سہ

علم چنداں کہ بیشتر خوانی : چوں عمل در تو نیست نادانی

یعنی خواہ تو کتنا ہی علم پڑھ جائے لیکن اگر تو اس پر عمل نہ کرے تو تو بیوقوف ہے۔

پس پیاری بہنو! ہر ایک آدمی کا فرض ہے۔ کہ وہ اپنی صحت کو محفوظ رکھنے کے لئے نہایت احتیاط کرے نہ صرف اپنے لئے بلکہ دوسروں کے لئے بھی۔ کیونکہ میری بزرگ بہنو! تندرستی سے ہی ہم اپنی زندگی کا لطف اٹھا سکتے ہیں بیماری میں تو زندگی تلخ ہوجاتی ہے اور گھروالے غمگین و پریشان رہتے ہیں۔ قومی و ملکی خدمات انجام نہیں پاتیں۔ اخلاقی و روحانی فیوضات مسدود ہوجاتے ہیں بلکہ معبود حقیقی کی عبادت میں عذر اور قصور واقع ہوجاتا ہے۔ غرض کہ دینی اور دنیاوی سب امورات تندرستی پر منحصر ہیں پس پیاری بہنو! سچ تو یہ ہے کہ

ع تندرستی ہزار نعمت ہے

اب میں یہ بتانا ضروری اور لازمی سمجھتی ہوں کہ علم حفظ صحت کا مدعا یہ ہے کہ اسباب امراض کا مطالعہ کرکے ان احتیاطوں اور تدبیروں کو اختیار کیا جائے کہ جن سے امراض رک جائیں یعنی ہم امراض سے محفوظ رہ کر بکمال صحت جسمانی و روحانی سے زندگی بسر کریں۔ میری عزیز بہنو! زندگی کے لئے سب سے مقدم چیز ہوا ہے۔

کیونکہ بغیر غذا کے تو آدمی چند دنوں بلکہ ہفتوں تک زندہ رہ سکتا ہے لیکن بغیر ہوا کے وہ پانچ منٹ ہی میں مرجاتا ہے

قیام جسم خاکی ہے نفس پر ÷ ہوا پر ہے بنا اپنے مکاں کی

پیاری بہنو! پس ہوا جسقدر پاک و صاف ہو گی اُسقدر وہ صحت کیلئے مفید ہوتی ہے۔ اگر ان اسباب پر جو ہوا میں کثافت پیدا کر کے اُسکو صحت کیلئے مضر بنا دیتے ہیں تفصیل سے بحث کیجائے تو ایک ضخیم کتاب بن جائے۔ جسکی یہاں گنجائش نہیں۔ اس لئے مختصر طور پر وہ موٹی موٹی کثافتیں جو معمولی احتیاط سے رد کی جاسکتی ہیں بیان کرتی ہوں۔ چنانچہ ہوا میں چار قسم کی کثافتیں عام طور پر ملتی ہیں:۔

(۱) دخانی۔ (۲) معدنی۔ (۳) نباتی۔ (۴) حیوانی۔ دخانی میں وہ کثافتیں جو دھُواں اور گیس وغیرہ کے جلنے سے پیدا ہوتی ہیں جیسا کہ پتھر کا کوئلہ جلانے سے گیس پیدا ہوتی ہے۔ (۲) معدنی گرد و غبار مٹی و چونہ پتھر تانبا وغیرہ کے ذرات ہوا میں مل کر اوس کو کثیف بنا دیتے ہیں ایسے ذرات اسوقت نظر آتے ہیں جب کسی کمرے میں سورج کی شعاع پڑتی ہے اس میں ایسے ذرات نظر آتے ہیں یہ ذرات پھیپھڑوں میں جا کر مختلف امراض۔ کھانسی سِل وغیرہ پیدا کرتے ہیں۔ (۳) نباتی (۴) حیوانی یہ کثافتیں سب سے زیادہ خطرناک ہیں اور یائی بھی بکثرت جاتی ہیں چنانچہ مُردار جانور یا نبات و پتے وغیرہ سڑ کر ہوا کو متعفن بنا کر وبائی بیماریاں پیدا کرنیکا موجب ہوتے ہیں۔

(باقی دارد)

خاکسار لیاقت زمانی بیگم از قصبہ ملیگڈھ ضلع گوڑگانواں

KHILAFAT LIBRARY

سُؤر کی حُرمت

کچھ عرصہ ہُوا جناب ڈاکٹر شاہنواز خانصاحب نے ایک دفعہ خاص کر کے صابن میں سؤر کی چربی کے استعمال کے سوال پر مصباح میں ایک مضمون لکھا اور اسکے جواز میں بعض دلائل دیئے۔ ان سب کا لُبِّ لباب یہ تھا کہ ایک چیز جو اپنی اصلی حالت میں حرام ہوتی ہے کیمیکل تبدیلی کے ماتحت آ کر حلال ہوجاتی ہے۔ میرے نکتہ خیال سے چونکہ یہ دلائل ایسے نہ تھے کہ ان سے صابن میں سؤر کی چربی کے استعمال کا جواز ثابت ہوسکے۔ اسلئے میں نے بھی ایک مضمون لکھا اور بتایا کہ یہ کوئی قاعدہ کلیہ نہیں کہ کیمیکل عمل سے ہر مضر چیز مفید ہوجائے ممکن ہے پہلے سے زیادہ نقصان دہ ثابت ہو۔ مضمون کے شروع میں میں نے یہ بھی بتا دیا تھا کہ اگر اس پہلو پر کوئی نص قرآن یا حدیث موجود ہو تو پھر ہمیں اسکے ماننے میں کوئی عذر نہیں ہو سکتا۔ خواہ ظاہر دلائل مخالف ہی ہوں ÷

جواب الجواب میں ڈاکٹر صاحب نے فرمایا کہ انہوں نے یہ استدلال جناب حافظ روشن علی صاحب کے ایک مضمون سے کیا تھا اور حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ بنصرہ سے اسکی تصدیق کرائی تھی۔ گو میرے اپنے لئے یہ جواب مسکت تھا۔ لیکن مزید تشریح کے لئے میں نے حافظ صاحب کی خدمت میں اسی موضوع پر بعض سوال لکھے۔ جنکے جواب من وعن ذیل میں درج کئے جاتے ہیں اگرچہ میں حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ بنصرہ کی

خدمت میں اسکے متعلق لکھنے کی جرأت نہیں کر سکتا تاہم اگر حضور کا یہی مفہوم تھا جو کہ ڈاکٹر صاحب نے اخذ کیا ہے تو بس فیصلہ ہے۔ زیادہ بحث کی حاجت نہیں۔ کاش! ڈاکٹر صاحب اسکو اپنے پہلے ہی جواب میں واضح کر دیتے) (۱) یہ شریعت کا کوئی اصل نہیں کہ حرام چیز کیمیکل تغیر سے حلال ہو جاتی ہے۔ (۲) جب یہ شریعت کا اصول ہی نہیں۔ تو زائد تشریحات کی حاجت نہیں۔ اور نہ اس بات کی ضرورت ہے کہ آنحضرت صلعم کے زمانہ میں یہ اصطلاحات تھیں یا نہ تھیں۔

(۳) چونکہ یہ اصول تسلیم ہی نہیں کیا گیا کہ کیمیکل تغیر سے حرام حلال ہو جاتا ہے تو حرام شدہ اجزاء کی تعیین کی ہمیں ضرورت نہیں۔

(۴) سؤر کو قرآن میں ناپاک قرار دیا ہے۔ پس اسکا کوئی جزء بھی پاک نہیں۔ چربی کی آجتک کسی نے اجازت نہیں دی۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے زمانہ میں ولایت سے آئے بسکٹوں میں شبہ ہوا کہ شاید چربی کی آمیزش ہو۔ تحقیق کرنے سے شبہ صحیح ثابت ہوا۔ اُن بسکٹوں کے استعمال کی مخالفت کی گئی۔ لیکن جب ایک چیز فنا ہو کر اپنا نام اور صفت کھو دے۔ جیسا پاخانہ کھیت میں بطور کھاد کے ڈالا جاتا ہے۔ پھر اس سے جو کھیتی پیدا ہوتی ہے۔ اس میں کیا شک ہے کہ نیچرل کیمیکل تغیر کھاد پر واقع ہوا ہے جس سے کھیت پکا ہے کھیتی میں کھاد کا نام اور صفت نہیں۔ اس لئے کھیتی حلال ہے۔ یاد رہے کہ خنزیر کا استعمال کھانے میں قطعاً ممنوع ہے اور اسکا صابن ہاتھ کو ناپاک کریگا جیسے پاخانہ ہاتھ کو لگ جائے۔ پھر دھونے سے ہاتھ پاک ہو جائیگا۔" والسلام

(ڈاکٹر) محمد رمضان } المفتی (حافظ روشن علی صاحب)
بقلم خواجہ عبدالرحمٰن

میری سیر

مدت سے محفل مصباح سے غیر حاضر ہوں اس طویل عرصہ میں میری کئی ایک کرم فرما بہنوں نے بارہا مجھ سے مصباح میں مضامین لکھنے کی خواہش کی۔ مگر افسوس ہے میں متعدد پریشانیوں کے باعث اپنی پیاری بہنوں کی اس خواہش کو پورا نہ کر سکی۔ آج میں اپنے مضامین کے مسودے اُلٹ پلٹ کر رہی تھی کہ بیچ میں میرا وہ مضمون نکل آیا جو میں نے دہلی ۱۹۲۷ء میں آگرہ کی بعض مشہور عمارات کی سیر پر لکھا تھا۔ اور جو بعد کے ناگوار حالات کے پیش آنے پر مکمل کر کے مصباح میں نہ بھیجا جا سکا خیال کیا کہ چلو اس مضمون کو مصباح میں بھیجوں تا کسی طرح مہر سکوت تو ٹوٹے اور میری وہ بہنیں بھی خوش ہو جائیں جو میرے مضمون مصباح میں دیکھنا چاہتی ہیں ÷

KHILAFAT LIBRARY

آغاز ۱۹۲۷ء میں میں مع اپنی سب سے چھوٹی ہمشیرہ کے بھائی جان کے ہاں بغرض تفریح دہلی گئی بھائی جان ان دنوں دو سال سے وہاں مقیم تھے مجھے عرصہ سے دہلی دیکھنے کا بیحد شوق تھا۔ اگرچہ ہم بچپن میں بھی والد صاحب مرحوم کے ہمراہ دہلی آئے تھے اور سیر کی تھی مگر

اسوقت دیکھا ہوگا مجھے اچھی طرح یاد نہ تھا اب جب سے ہوش سنبھالا دہلی کی تاریخی عمارات دیکھنے کا بہت ہی اشتیاق تھا چنانچہ میں گئی اور کامل پانچ ماہ رہی اس عرصہ میں میں نے جس جس جگہ کی سیر کی وہاں کا حال مختصر قلمبند کرتی گئی۔ مجھے افسوس ہے کہ میں نے والد صاحب مرحوم کے ساتھ ہندوستان کے کئی ایک مشہور مقامات کی سیر کی مگر قلمبند کرنے کا خیال نہ آیا۔ خیر! دہلی جانے کے ابتدائی دو ماہ میں تو ہم نے سوائے معمولی سیر تفریح کے کسی خاص جگہ کی سیر نہ کی کیونکہ ایک تو ہمارا بنگلہ شہر سے باہر تھا دوسرے بھائی جان ان دنوں اکثر دورہ پر رہتے تھے ہاں اس عرصہ میں وہ دو تین بار سینما دکھانے کیلئے ضرور لے گئے +

بیجا نہ ہوگا اگر میں سینما کا مختصر ذکر کر دوں پہلی دفعہ تو ہمیں محض مسجد لنڈن کا شوق وہاں لے گیا چونکہ ان دنوں مسجد لنڈن کا بہت چرچا تھا ہر ایک کو اسکے دیکھنے کا بیحد اشتیاق تھا کئی شہروں میں اسکی فلمیں آئیں جب دہلی میں اسکی فلم آئی تو ہم نے بھائی جان سے اسکے دیکھنے کا اشتیاق ظاہر کیا چنانچہ وہ مع بھاوج اور بچوں کے ہمیں وہاں لے گئے اس دن مسجد لنڈن کو دیکھنے کے لئے بہت سے لوگ آئے ہوئے تھے ہماری کئی ایک احمدی بہنیں بھی وہاں تشریف فرما تھیں غرض پہلے تو اور نظارے دکھلائے گئے بعد میں مسجد لنڈن کی فلم آئی کیا بتاؤں کہ ہم نے اس نظارے کو کس ذوق اور شوق سے دیکھا جن باتوں کو ہم اخبارات میں پڑھتے تھے وہ ہم نے بچشم خود دیکھ لیں جناب درد صاحب کا حضرت اقدس کا مضمون پڑھکر سنانا جناب شیخ عبد القادر صاحب کا مسجد لنڈن کا افتتاح کرنا ہزاروں لوگوں کا جمع ہونا مسجد میں پہلی دفعہ اذان کا کہا جانا کئی ایک انگریز نو مسلموں کا فوارہ مسجد پر وضو کرنا اور ملکر نماز پڑھنا ان سب باتوں کا نظارہ ایسا قابل دید تھا جو آجتک دل و دماغ سے محو نہیں ہوتا اسکے بعد اور فلمیں آئیں جو حضرت صاحب کے ولایت جانے کی تھیں اسکو بھی ہم نے بیحد اشتیاق سے دیکھا حضرت اقدس کا کئی ایک جگہ اپنی جماعت کے ساتھ نماز پڑھنا اور دعا کرنا۔ مغربی لوگوں کے ساتھ گفتگو کرنا کئی جگہ چلتے پھرتے دیکھکر طبیعت بہت مسرور ہوئی +

جیسا کہ میں اوپر لکھ آئی ہوں کہ بھائی جان ان دنوں بہت مصروف رہتے تھے اور وہ اس عرصہ میں کہیں سیر کے لئے نہ لیجا سکے جوں جوں دن گذرتے جاتے میرا اشتیاق وہاں کی سیر کیلئے بڑھتا جاتا۔ آخر اختتام فروری پر میرے منجھلے بھائی جان لاہور سے دو دن کی رخصت پر دہلی تشریف لائے تو انکے ساتھ کہیں جانا ہوا ہم دن کے دو بجے کے قریب بھاوج صاحبہ اور دو بچوں اور ایک بہن اور ایک ملازمہ ملازم کے ساتھ بھائی جان کے ہمراہ بنگلہ سے روانہ ہوئے +

جامع مسجد دہلی سب سے پہلے ہم جامع مسجد پہنچے یہ مسجد بہت وسیع ہے اسکو شاہ جہان بادشاہ نے ۱۶۴۴ء میں بنوانا شروع کیا کہتے ہیں کہ پانچ لاکھ مزدور روزانہ کام کرتے رہے تب جاکر کئی سالوں میں یہ تیار ہوئی تھی باوجود اتنے عرصہ کے مسجد ابھی تک بالکل نئی معلوم ہوتی ہے یہ مسجد ایک اونچے چبوترے پر سنگ سرخ کی بنی ہوئی ہے اسکے دالان کا فرش سنگ مرمر کا ہے صحن مسجد میں ایک حوض ہے مسجد کے دو بہت اونچے مینار مسجد کے چاروں طرف اوپر جانیکے لئے بہت کشادہ سیڑھیاں ہیں جن پر شام کے ۴ بجے سے رات کے ۱۲ بجے تک دوکاندار اپنی اپنی اشیا کو

فروخت کرتے ہیں ہزاروں آدمیوں کا مجمع ہوتا ہے اور ایک میلہ سا لگا رہتا ہے۔ یہاں سے فارغ ہو کر ہم قریباً تین بجے قلعہ پہنچے پاس وغیرہ لیکر اندر داخل ہوئے *

قلعہ دہلی اس قلعے کی تمام فصیل سنگ سرخ کی ہے اور اسی سنگ سرخ کے کنگرے اور برج ہیں قلعے کے اندر تھوڑی دور کے فاصلے پر ایک پھاٹک ہے جسے غالباً نوبت خانہ کہتے ہیں اسکے اوپر ایک عجائب خانہ ہے جسے وار میموریل میوزیم کہتے ہیں اس عجائب خانہ میں مختلف ممالک کی ہزاروں قسم کی چیزیں رکھی ہیں ان سب کا مفصل بیان کرنا مشکل ہے تاہم مختصر یہ کہ اسمیں زیادہ تر لڑائی کا سامان موجود ہے۔ زینے سے نکلتے ہی ایک مشین گن ملتی ہے جو گذشتہ جنگ عظیم میں برٹش گورنمنٹ کو ملی تھی ٹرکی عرب جرمن غرض کئی ملکوں کے آلات حرب موجود ہیں کئی گولے جرمنی ٹرکی انگریزی رکھے تھے جن سے بڑے بڑے قلعے مسمار ہو سکتے ہیں۔ الماریوں میں بھی سامان جنگ تھا جو نہایت نفاست اور آراستگی کے ساتھ رکھا ہوا تھا ایک الماری میں ایک ایسا لیمپ رکھا تھا جسکی روشنی سے کئی کئی میل کی چیزیں نظر آجاتی ہیں مختلف ممالک کے سکے موجود تھے ایک طرف کمرے میں انگریز جرمن آسٹریا ٹرکی سپاہیوں کے فوجی لباس ٹنگے ہوئے تھے غرض قسم قسم کی اشیاء یہاں رکھی ہوئی تھیں یہ سب چیزیں ہمیں وہاں کا ایک ملازم آدمی دکھاتا جاتا تھا۔ یہ سب کچھ دیکھکر ہم دیوان عام دیکھنے کے لئے گئے۔ جو نوبت خانہ کے سامنے واقعہ ہے یہ ایک نہایت خوبصورت مکان ہے اسکے ستون اور محرابیں نہایت خوشنما ہیں ایک طرف دیوار سے ملا ہوا ایک اونچا چبوترا ہے دیوار نہایت خوبصورت رنگین پھولوں اور چڑیوں کی تصویروں سے آراستہ ہے اس چبوترے پر تخت طاؤس رکھا رہتا تھا جو بادشاہ کے بیٹھنے کا تخت تھا جو نہایت خوبصورت تھا کہتے ہیں کہ اس تخت کی پیٹھ کی جانب دو مور پنکھ پھیلائے چونچ میں موتیوں کی مالا لئے اس طرح کھڑے تھے گویا کہ ابھی ناچنے والے ہیں اس میں بیشمار نیلم ہیرے پکھراج اس کاریگری سے جڑے تھے کہ دیکھنے والوں کو زندہ موروں کا دھوکا ہوتا تھا اسی سبب سے اس تخت کا نام تخت طاؤس تھا دربار عام کے روز بادشاہ اس پر بیٹھ کر جلوس فرمایا کرتے تھے اس چبوترے کے نیچے ایک چھوٹا سا تخت سنگ مرمر کا رکھا ہوا ہے جس پر وزیر اعظم بیٹھتے تھے باقی تمام امراء اپنے اپنے مرتبوں پر کھڑے رہتے تھے چونکہ یہاں عام معاملات طے ہوتے تھے اسلئے اس کا نام بھی دیوان عام پڑ گیا۔ دیوان عام سے رخصت ہو کر ہم لوگ دیوان خاص دیکھنے گئے۔ یہ عمارت نہایت خوبصورت اور عالیشان ہے باوجود عرصہ دراز گذرنے کے ابھی تک بالکل نئی معلوم ہوتی ہے۔ دیوان خاص کی چھت اور فرش دیواریں سب سنگ مرمر کی ہیں ستون اور محرابوں پر قیمتی پتھروں کی گلکاری ہے جس میں عجیب و غریب صنعت نمایاں ہے وسطی محراب کے اوپر ایک پچی کاری کی ترازو ہے اور اسکے اوپر میزان عدل لکھا ہوا ہے اور نیچے فارسی کا یہ مشہور شعر کندہ ہے ؎

اگر فردوس بر روئے زمین است

ہمین است و ہمین است و ہمین است

واقعی یہ شعر یہاں خوب چسپاں ہوتا ہے دیوان خاص کے مشرق کی طرف ایک تخت رکھا ہوا ہے جسپر دربار کے روز تخت طاؤس رکھا جاتا تھا چونکہ اس جگہ بڑے بڑے اہالیان سلطنت خاص خاص معاملات کیلئے پیش ہوتے تھے اسلئے اسکا نام بھی دیوان خاص مشہور ہو گیا دیوان خاص کے مشرقی جانب دریائے جمنا موجیں مارتا تھا جو اب قلعہ کے قریب بالکل خشک ہے۔ یہ عمارت دیکھ کر

KHILAFAT LIBRARY

شاہان مغلیہ کی یاد آگئی یہ آراستہ عمارات جو کبھی انکی بہترین رہائش کی جگہ تھی اب صرف نمائش کے لئے وقف ہے۔ یہاں سے ہوکر ہم نے ایک اور عجائب گھر دیکھا جس میں شاہان مغلیہ کے عہد کی بہت سی اشیاء رکھی تھیں کہیں قلمی قرآن شریف اور کتابیں نہایت خوشخط حفاظت رکھی ہوئی تھیں کہیں تصاویر کہیں پرانی عمارات کے پتھروں کے ٹکڑے کہیں کچھ کہیں کچھ۔ ایک شیشے کی الماری میں بہادر شاہ اور اسکی بیگم زینت محل کے پہنے ہوئے کپڑے نہایت احتیاط سے رکھے ہوئے تھے۔ دیکھ کر ہم رنگ محل دیکھنے کیلئے گئے جو اس عجائب گھر کے پاس ہی ہے یہ تمام سنگ مرمر کا بنا ہوا ہے اس میں نہر بہشت جاری ہے رنگ محل کے بیچ میں ایک چھوٹا سا گول حوض ہے۔ یہاں سے ہوکر ہم نے ایک کمرہ دیکھا جو نہایت آراستہ پیراستہ ہے اور اس زمانے کے معیار آرائش کے لحاظ سے سجایا گیا تھا خوبصورت فرش اور اسپر خوشنما گاؤ تکیہ لگا ہوا کئی چھوٹے چھوٹے تکئے جو گھٹنوں کے نیچے رکھے جاتے تھے کارچوبی کام کیا ہوا ایک پردہ لگا ہوا ہے ایک طرف کھیل کا سامان یعنی شطرنج وغیرہ نہایت نفاست و آراستگی سے رکھے ہوئے تھے۔ غرض یہ کمرہ نہایت خوبصورتی سے سجایا گیا تھا۔ یہ سب کچھ دیکھنے کے بعد ہم لوگ شاہی حمام دیکھنے گئے حمام میں متعدد کمرے ہیں تمام سنگ مرمر کے بنے ہوئے ہیں یہ چار درجوں میں منقسم ہیں اور نسبتاً گرم رکھے جاتے تھے حمام کے فرش اور چھت رنگین پھول پتوں سے آراستہ ہیں دیواروں اور ستونوں پر پچی کاری کا ایسا نفیس کام ہے کہ نظر ہٹانے کو دل نہیں چاہتا۔ ان حماموں میں پانی اس نہر سے پہنچتا ہے جو دیوان خاص سے آتی ہے حمام کے ایک درجہ میں ایک چھوٹا سا حوض ہے جس میں عطر کے چھوٹے چھوٹے فوارے لگے ہوئے تھے جس میں سے عطر نکلتا رہتا تھا جب شاہان مغلیہ غسل سے فارغ ہوتے تھے تو یہ عطر کپڑوں میں لگایا کرتے تھے پاس ہی ایک سنگ مرمر کا مصلیٰ ہے جسپر نماز پڑھی جاتی تھی حمام کے کمروں کے بیچ میں ایک فوارہ اور دیوار دوز ایک ایک حوض ہے۔ حمام دیکھکر سب کے آخر میں ہم لوگ موتی مسجد دیکھنے گئے جو حمام کے قریب ہی ہے یہ عمارت اگرچہ سب سے چھوٹی ہے مگر نہایت خوبصورت ہے سرتاپا سفید سنگ مرمر کی ہی ہے اسکی بے انتہا سفید دیواریں آئینہ کی مانند چمکتی ہیں باوجود عرصہ دراز سے بنی ہونے کے دیکھنے میں ایسی معلوم ہوتی ہے کہ ابھی بن کر تیار ہوئی ہے افسوس ہے کہ یہی مسجد جو کسی زمانے میں نمازیوں سے بھرپور رہتی تھی اب صرف لوگوں کے دیکھنے کے لئے وقف ہے ✤

باقی آئندہ انشاءاللہ

راقمہ ب۔ خ۔ ن بنت شیخ مولا بخش صاحب مرحوم۔ لاہور

رپورٹ لجنہ اماء اللہ گوجرانوالہ

ہمارا تیسرا اجلاس بمکان شیخ صاحب بوقت ۱۲ بجے دوپہر ۷ مارچ منعقد ہوا۔ مندرجہ ذیل کارروائی عمل میں آئی۔ محترمہ پریذیڈنٹ صاحبہ نے تلاوت قرآن کریم مع ترجمہ کی۔ انکے بعد عزیزہ محمودہ بیگم نے حضرت نواب مبارکہ بیگم صاحبہ کی لکھی ہوئی نظم الفضل خاتم النبیین نمبر سے پڑھکر سنائی۔ اور امۃ الحفیظ و خاکسارہ کنیز فاطمہ نے بھی ایک نظم پڑھکر سنائی۔ اسکے بعد ایک چھوٹی لڑکی نے حضرت ایوبؑ کا قصہ لکھکر سنایا کہ وہ کسقدر صابر تھے بعد ازاں عزیزہ فرخندہ اختر بنت شیخ نیاز محمد صاحب انسپکٹر پولیس کراچی نے اپنا لکھا ہوا مضمون پابندی وقت پڑھکر سنایا آخر میں خواتین سے نماز مع ترجمہ سنی گئی اور چندہ ممبری دہ ماہوار ادا کیا گیا ✤

راقمہ خاکسار سلمہ خاتون سیکرٹری لجنہ اماء اللہ گوجرانوالہ

(بھائی عبدالرحمٰن صاحب قادیانی پرنٹر و پبلشر نے ضیاء الاسلام پریس قادیان میں چھپا کر مالکان کیلئے قادیان سے شائع کیا)

KHILAFAT LIBRARY